

تفسیر طبری کا فارسی ترجمہ

از مولانا ابو محفوظ الکریم المعصومی، استاذ الحدیث والتفسیر مدرسہ عالیہ کلکتہ

ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری (۲۲۴/۵ - ۳۱۰ ہجری) ہماری تاریخ کی نادر شخصیتوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ تفسیر و حدیث، فقہ و دینیات اور تاریخ و ادبیات عربیہ میں ان کی تصانیف کو اساسی مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ خاص طور سے ان کی تاریخ اور تفسیر کو ہر دور میں قبولِ عام حاصل رہا۔

بحکم کی نشاۃ ثانیہ کے ساتھ جب عربی زبان کا سرمایہ علم و فن فارسی میں منتقل کیا جانے لگا۔ سامانی حکومت کی معارف پروردی کے نتیجے میں طبری کی تاریخ اور تفسیر کے ترجمے فارسی زبان میں نشر ہوئے۔ دونوں ترجمے فارسی نشریات کی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ اس دور کی باقی ماندہ تالیفات بہت محدود ہیں۔

ترجمہ تاریخ طبری | تاریخ طبری کا ترجمہ مشہور سامانی وزیر ابوعلی محمد بن محمد البلخی (م ۳۶۳ ہجری)

کی قلم کاری کا نمونہ ہے، بلخی عبدالملک بن نوح (۳۲۳ - ۳۵۰) کے عہد سے منصور بن نوح کے عہد تک (۲۵۰ - ۳۶۵) منصب وزارت پر فائز رہا۔ اس نے منصور کی فرمائش پر تاریخ کا ترجمہ و خلاصہ فارسی میں مرتب کیا۔ ترجمہ تاریخ کا زمانہ خود بلخی کی تحریر سے معین نہیں کیا جاسکتا، البتہ مجمل التواریخ و المقصص کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی تاریخ ۳۵۲ھ تسلیم کی گئی ہے۔ ۳

ترجمہ تفسیر طبری بلخی | تاریخ کی طرح ترجمہ تفسیر طبری کا اہتمام منصور بن نوح کی فرمائش پر ہوا، لیکن اس ترجمہ کے سلسلہ میں ابوعلی بلخی کا ذکر نہیں آتا، ایک ایرانی فاضل غلام رضا ریاضی نے غلطی سے ترجمہ تفسیر یا کم از کم اس کے فارسی دیباچہ کو بلخی کے آثار قلم میں شمار کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

”از جملہ ویلی کہ بزبان پارسی۔ کہ رشتہ آن تاکنون کشیدہ شدہ۔ درری اطلاق میشود۔ و دیباچہ تفسیر طبریست کہ در زبان منصور بن نوح (۳۵۰ - ۳۶۵) نوشتہ شدہ، ابوعلی محمد بن بلخی می نویسید: ایں کتاب تفسیر بزرگ است از روایات محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ کردہ زبان پارسی درری راہ راست“

دانش دران خراسان - ص ۱۲۳ (۱۳۲۶ھ) ترجمہ تفسیر کے کام میں لمبی کی شرکت کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔

دونوں ترجموں کی ترتیب زمانی | ایملی محققین ان دونوں ترجموں کی تاریخی ترتیب کے بارہ میں کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکے۔ آقائے ملک الشعراء بہار نے قدیم ترین نثری کتابوں کو تاریخی ترتیب کے لحاظ سے شمار کرتے ہوئے ترجمہ تفسیر کو دوسرے نمبر پر رکھا، اور اس طرح ترجمہ تاریخ سے مقدم مان لیا ہے۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس کو تاریخ سے مؤخر بھی قرار دیا ہے ان کا بیان ہے: "ترجمہ تفسیر طبری کہ علماء ماوراء النہر بلر بادشاہ ابو صالح منصور بن نوح سامانی ترجمہ کردہ اند، تاریخ این ترجمہ معین نیست و نیا بدیر تر از ترجمہ تاریخ طبری صورت گرفته باشد" (سبک شناسی ج ۱ ص ۲۳۴)۔ دوبارہ انھوں نے ترجمہ تفسیر پر مستقل تبصروں کے ضمن میں لکھا ہے:

"ایں کار یعنی ترجمہ تفسیر محمد بن جریر طبری با ترجمہ تاریخ ظاہراً در یک زمان ابتداء شدہ و باید در حدود ۲۵۲ھ یا سالے پیش دلپس باشد" (سبک شناسی ج ۲ ص ۱۵)۔

قدیم فارسی نثریات پر اظہار خیال کرنے والوں میں آقائے عبدالحی حبیبی اور ڈاکٹر مہدی بیانی ان دونوں ترجموں کی بابت آقائے بہار کی تحقیق سے آگے نہیں بڑھتے۔ حالانکہ ترجمہ تفسیر کے فارسی ویساچہ میں ایک ایسا فقرہ موجود ہے جو زمانہ ترجمہ کو معین کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس سے ہم آئندہ بحث کریں گے۔ سرزد اس ترجمہ کے قلمی نسخوں کے متعلق منتشر معلومات کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

ایک استباہ | رضا زادہ شفق نے تاریخ ادبیات ایران میں ترجمہ تفسیر پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے: "گزشتہ ازینہا یک نسخہ خطی ترجمہ و تفسیر قرآن باقی ماندہ کہ بعضے مستشرقین تصوری کنند از دورہ سامانی باشد"۔ یہ فقرہ ایسا زنجیر محل کا نمونہ اور بسلسلہ ترجمہ تفسیر طبری غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ بہر حال ترجمہ تفسیر طبری کے ایک سے زیادہ نامکمل نسخے موجود ہیں۔ اور اس ترجمہ کے بارے میں خادو شناسان مغرب نے ہمیشہ ہی لکھا ہے کہ یہ کار نامہ عہد سامانی کا ہے۔ علاوہ برائیں اس ترجمہ کے کسی مخطوطہ کا اتساب عہد سامانی سے نہیں کیا گیا۔ غالباً شفق نے ترجمہ تفسیر طبری سے نسخہ کیمبرج کو غلط ملط کر دیا ہے۔ جس کے تعارف میں براؤن نے بڑا قیمتی مقالہ ۱۸۹۲ء میں شائع کیا اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ تفسیر جو کسی عربی تفسیر کا ترجمہ نہیں، غالباً سامانی عہد میں مستقل طور پر لکھی گئی۔ اس تفسیر کی صرف دو جلدیں سوم اور چہارم

مکتوبہ ۶۲۸ م ۱۲۳۱ کیمبرج میں محفوظ ہیں اور ان کا مفصل تذکرہ دانش گاہ کیمبرج کی فہرست مخطوطات مرتبہ بلاڈن میں بھی درج ہے۔ بہر حال اس نسخہ کو ترجمہ تفسیر طبری سے کوئی تعلق نہیں۔

ترجمہ تفسیر کے مخطوطات | ترجمہ تفسیر طبری کا کامل نسخہ ہماری موجودہ اطلاعات کی حد تک کسی ایک کتب خانہ میں محفوظ نہیں رہا۔ باقی ماندہ نسخوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے،

۱۔ ملک الشعراء بہار نے کتب خانہ سلطنتی ایران کے ایک نسخہ کی نشاندہی فرمائی ہے۔ جس کی ایک جلد حصہ چہارم (مفقود ہے۔ بقیہ اجزا اس کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اس کی کتابت ۱۰۷۰ ہجری میں ہوئی۔ پہلے یہ نسخہ مقبرہ شیخ صفی الدین کے ذخیرہ کتب میں تھا۔ بہار نے سبک شناسی میں اسی نسخہ کی رو سے فارسی دیباچہ کا اقتباس دیا ہے (سبک شناسی ج ۲ ص ۱۵)۔

۲۔ مکتبہ ملیہ باریز میں زیر رقم ۲۵ صرف پہلی جلد محفوظ ہے۔ جو سورۃ النساء کی تفسیر پر تمام ہوتی ہے۔ یہ ایک قیمتی نسخہ سابقہ ہے جو تبریز کے ایک تاریخی کتب خانہ کے لئے لکھا گیا یا بہم پہنچایا گیا تھا۔ آخری ورق پر سنہری زمین میں یہ عبارت مرقوم ہے،

«تخزانة كتب المولى المعظم دستور الاعظم مقدم الحاج الحرمین ربیب الدنیا والدین ابی القاسم ہارون بن علی بن ظفر دندان بحق الشہداء (۶) حسن اللہ عاقبتہ۔ اس کی کتابت آذربائیجان میں ۶۰۷ ہجری تک ہوئی۔

علامہ محمد بن عبدالوہاب قرظینی نے مقدمہ مرزبان نامہ میں دیباچہ فارسی کا اقتباس اسی نسخہ کی رو سے نقل کیا اور اس نسخہ کی قدر و قیمت کے بارے میں یہ فقرہ لکھا ہے:

«و از نفائس و نوادر نسخ عظیم النظر کتاب خانہ ملی باریز نسخہ ایست منحصر بفرزاد ترجمہ تفسیر کبیر محمد بن جریر طبری الخ۔ لیکن اس نسخہ کو منحصر بفرزاد قرار دینا اس وقت بھی درست نہ تھا۔ اس لئے کہ برٹش میوزیم کے نسخہ کا تذکرہ مخطوطات عربیہ کی فہرست میں درج ہو چکا تھا۔

۳۔ برٹش میوزیم میں زیر رقم DCCCXIX نویں صدی ہجری کے ایک نسخہ کی پہلی جلد محفوظ ہے۔ جس کے اوراق کی تعداد ۲۵۸ ہے، کاتب اور کتابت کے بارے میں ترجمہ کی عبارت ضروری معلومات فراہم کرتی ہے:

«تمت هذا الكتاب بعون الله الوهاب بخط عبد الضعيف النخيف الراجح الى رحمة الله عليه
داود بن محمد كاتب كتاب خانہ خاص، بوقت ظهر يوم الجمعة سنة ثلاثه وثمانين وثمانائة»

چارلس ریو کی مرتبہ مخطوطات فارسیہ میں زیر رقم ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ اسی نسخہ کی بابت معلومات درج ہیں۔

۴۔ کتب خانہ رامپور میں ایک قدیم النسخہ سورۃ النہار کی ابتدائی تفسیر تک موجود ہے۔ آیات کریمہ کی کتابت خطِ ثلث میں اور تفسیری عبارتوں کی لکھائی خطِ تعلیق میں کی گئی ہے عنوانات زیادہ تر بخطِ کوفی جلی تلم سے مرقوم ہیں۔ نسخہ کی تاریخ کہیں درج نہیں۔ لیکن اس کی نشاندہی کرنے والے حافظ نذیر احمد مرحوم کا اندازہ ہے کہ چھٹی صدی ہجری کے لگ بھگ اس کی کتابت ہوئی ہوگی۔

۵۔ ایک قدیم نسخہ کے متفرق اوراق و اجزاء کا مجموعہ پہلے فورٹ ولیم کالج کے ذخیرہ میں تھا، اب ایٹھیلک سوسائٹی کلکتہ میں زیر شاہ ۹۵۵ (فارسی) محفوظ ہے۔ اس مجموعہ سے عربی دیباچہ کا ابتدائی ورق سا قلم ہے، فارسی دیباچہ پورا موجود ہے، شروع کے بہت زیادہ اوراق آب و رسیدہ اور ناقابلِ قراءت ہیں۔ یہ مخطوطہ سورۃ الکہف کے اوائل پر ختم ہو جاتا ہے۔ کل اوراق کی تعداد ۴۰۰ ہے۔ کتابت بخطِ ثلث شیرازہ سے ہوئی ہے۔ کاغذ زردی مائل سمرقندی ہے۔ تاریخ کتابت کے بارے میں ہمارا اندازہ ہے کہ چھٹی یا ساتویں صدی میں ہوئی، اس سے زیادہ مؤخر نہیں ہو سکتی۔ مفصل تذکرہ اوینوف کی مرتبہ فہرست میں درج ہے۔

آئندہ اسی نسخہ کے حوالہ جات اس مضمون میں ملیں گے۔

ترجمہ تفسیر کی کہانی | ترجمہ تفسیر کی سرگزشت بہت دلچسپ ہے۔ فارسی دیباچہ اسی سرگزشت پر مشتمل ہے، سطور ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:-

”تفسیر محمد بن جریر طبری کا ایک نسخہ چالیس اجزاء میں بغداد سے لایا گیا۔ اور امیر سید ملک مظفر ابو صالح منصور بن نوح بن نصر بن احمد بن اسماعیل کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس فیخیم عربی تفسیر کا مطالعہ کرنا امیر کو دشوار معلوم ہوا۔ ان کی خواہش ہوئی کہ اس کا ترجمہ زبان فارسی میں کیا جائے۔ ماوراء النہر کے علماء کو جمع کر کے ان سے رائے لی گئی۔ سب نے تجویزی طور پر تفسیر کے فارسی ترجمہ کو جائز اور درست قرار دیا۔ اس جماعت میں ماوراء النہر کے تقریباً ہر علاقہ بخارا، بلخ، سمرقند، استنبجباب اور فرغانہ وغیرہ کے علماء شامل تھے۔ ان کی پذیرائی اور ان سے گفت و شنید کی خدمت ابوالحسن فائق الخاصہ سے متعلق تھی جس نے بحکم امیر منصور بن نوح ان فضلاء میں سے منتخب افراد کے ذمہ ترجمہ کا کام سپرد کیا۔ ترجمہ سے روایتی سندیں حذف کر دی گئیں اور متون پر اکتفا کیا گیا۔ (پوری تفسیر کا ترجمہ ۱۴ جلدوں میں ابتدائے آفرینش سے پیغمبر علیہ السلام کی وفات تک کے

واقعات پر مشتمل تادمزید ۶ جلد کا اضافہ ان واقعات کی وجہ سے کیا گیا جو وفات نبوی کے بعد سے مؤلف تفسیر محمد بن جریر کی وفات کے بعد ۳۲۵ ہجری تک پیش آئے اس طرح یہ کارنامہ میں جزو میں تمام ہوا، لیکن سہولت کے مد نظر سب اجزاد سات مجلدات میں تقسیم کر دیئے گئے، لہٰذا ترجمہ کے نگران دیاچہ میں جن مشاہیر علماء کے نام درج ہوئے ہیں ان کی فہرست ذیل میں کلکتہ، ایران اور برٹش میوزیم کے نسخوں کی رو سے پیش کی جاتی ہے:-

نسخہ موزہ بریطانیہ	نسخہ سلطنتی ایران	نسخہ کلکتہ	
ابوبکر محمد بن فضل الہمام بخاری		ابوبکر محمد بن فضل الہمام بخاری	۱
محمد بن اسماعیل الفقیہ		ابوبکر محمد بن اسماعیل الفقیہ	۲
ابوبکر احمد بن حامد الفقیہ	فقہ ابوبکر بن احمد بن حامد بخاری	ابوبکر احمد بن حامد	۳
خلیل بن احمد سجستانی جہد العلما (۹)	خلیل بن احمد سجستانی		۴
ابوجعفر محمد بن علی بلخ عن باب الہند	ابوجعفر محمد بن علی بلخ	محمد بن علی	۵
	الحسن بن علی مندوسی	الحسن بن علی بن مندوست الفقیہ	۶
ابوالجہم خالد بن ثانی المتفقہ	ابوالجہم خالد بن ثانی المتفقہ		۷

تقابل فہرست سے ظاہر ہے کہ سقوط اور تحریف و تصحیف کی مختلف صورتیں مذکورہ بالا نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان سب علماء کی شناخت بہت دشوار ہے۔ ان میں سے صرف چار نام ایسے ہیں، جن کا تعارف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنی کوشش کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

ابوبکر محمد بن الفضل الہمام (؟) جن کے نام کے ساتھ برٹش میوزیم کے نسخہ میں 'الانام' آتا ہے یقینی طور پر محمد بن الفضل البخاری ہیں۔ نسخہ کلکتہ اور نسخہ برٹش میوزیم میں الہمام اور الانام کا لفظ دراصل الانام کی تصحیف ہے۔ سحانی کی کتاب الانساب میں الفضلی کے تحت ان کا نام 'ابوبکر محمد بن الفضل امام بخارا'

ٹ یہ عبارت آگے آنے والی فارسی عبارت کا ترجمہ ہے، اس سے بجائے ترجمہ طبری کے ترجمہ تاریخ طبری کا گمان ہوتا ہے، تفسیر ابتداء آفرینش سے شروع ہوتی ہے نہ ۳۵۴ ہجری کے حوادث پر ختم ہوتی ہے، ہائے خیال میں یہاں خلط مبعث ہو گیا ہے۔ (مدیر)

درج ملتا ہے۔ ان کی نسل میں پانچویں چھٹی ہجری تک بعض جلیل القدر علماء اور محدثین گزے ہیں، جو الفضلی کی نسبت سے مشہور تھے۔ محمد بن الفضل نے نیشاپور میں فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے ایک مشہور استاذ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب السدمونی تھے۔ بخارا میں محمد بن الفضل کی مجلسِ املاء منعقد ہوتی تھی، انہوں نے نیشاپور میں بھی ایک موقع پر درسِ حدیث دیا۔ رمضان ۲۸۱ھ ہجری کے عشرہ اخیرہ میں بروز جمعہ وفات پائی الفوائد البہیہ کی عبارت سے تاریخ وفات ۲۸۶ھ معلوم ہوتی ہے۔

الکماری کی نسبت سمحانی کے یہاں بالواد المہملہ ہے اور کاف مفتوح ہے۔ لیکن الکفوی نے اس نسبت کے بارے میں زرنوجی کی تعلیم المتعلم کے حوالے سے یہ لکھا ہے :-

” وکما زہ ضبطہ الزرنوجی فی تعلیم المتعلم بضم الکاف وفتح الزام المعجمة :-

زرنوجی کی تعلیم المتعلم کے مصری ایڈیشن میں یہ نسبت یکسر مذکور نہیں۔ ۱۹ھ

ابوبکر احمد بن حامد بخاری کا تذکرہ پیش نظر کتب تراجم و رجال میں نہیں ملتا۔ بظاہر ابوبکر محمد بن حامد بن علی البخاری مراد ہیں جو بخارا میں علماء احناف کے سرخیل، بڑے مناظر، زہد و کرم میں یگانہ اور عزت گزینی میں تیار زمانہ تھے۔ ۳۸۳ھ ہجری میں انتقال کیا، اہل بخارا کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ چنانچہ ان کی وفات پر تمام دکانیں تین دن تک بند رکھی گئیں (المجوام المفضیئۃ ج ۲ ص ۲۹-۴۰ رقم ۱۳۱)

خلیل بن احمد سجستانی کا نام تاریخ سیستان میں مقامی علماء کی فہرست میں ملتا ہے۔ آقائے بہار نے ان کے تعارف میں مخطوطہ احیاء الملوک کا یہ فقرہ نقل کیا ہے :-

”خلیل بن احمد سجستانی معاصر ملک مظفر صالح بن نوح سامانی و راوی حدیث است و در فقرہ نظر

بودہ :-

خلیل بن احمد کا تذکرہ سمحانی کی الانساب میں لفظ السجری کے تحت موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قاضی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن الخلیل بن موسیٰ بن عبد اللہ بن عاصم السجری بلند پایہ فاضل تھے، انہوں نے عراق، خراسان، شام اور حجاز کا سفر کیا اور بلند مرتبہ ائمہ سے ملاقات کی، ان سے احادیث کی روایت کی گئی، صاحب تصانیف تھے، ماوراء النہر کے مختلف مقامات میں قاضی اور دیوان المظالم کے عہدہ پر فائز رہے۔ ان سے ابو عبد اللہ الحاکم اور ابو عبد اللہ الفنجاری وغیرہ نے روایت کی۔ ان کی پیدائش ۲۳ محرم ۲۹۱ھ میں سجستان میں ہوئی تھی۔ اوائل جمادی الآخری ۳۶۶ھ فرغانہ میں

وفات پائی۔ الجواہر المصنیۃ کا بیان ہے کہ ۳۶۸ھ میں سمرقند میں وفات ہوئی۔ نسخہ برٹش میوزیم میں ان کے نام کے ساتھ 'جہد العلماء' کا لفظ ملتا ہے، جو ہمارے خیال میں 'جہد العلماء' ہے۔ الجواہر المصنیۃ میں 'السجری' مصحف ہو کر 'الشجری' بن گیا ہے۔

ابوجعفر محمد بن علی جو تمام نسخوں میں لمبے قرار دیئے گئے ہیں، ہمارے خیال میں ان کے والد کا نام تغیر و تبدل سے محفوظ نہیں رہا۔ بظاہر ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد الفقیہ البلخی ہندوئی مراد ہیں۔ جن کی وفات بخارا میں ذوالحجہ ۳۶۲ھ میں ہوئی۔ مخطوطہ کلکتہ و برٹش میوزیم کے یہ الفاظ ہیں؛ 'واز بلخ چون ابوجعفر محمد بن علی عن باب الہند'۔ نسخہ سلطنتی ایران میں بھی یہی الفاظ ہیں لیکن آقائے بہار نے کسی غلط فہمی کی بنا پر عن باب الہند سے پہلے ایک واؤ تو سین مرعین میں بڑھا کر اس کا تعلق الحسن بن علی مندوسی سے جوڑ دیا ہے۔ قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ باب الہند سے مراد 'باب ہندوان' ہے جو بقول سمعانی بلخ کا ایک مشہور محلہ تھا۔ اس کی طرف نسبت کی وجہ سے ابوجعفر ہندوئی کہا گیا۔ سمعانی کے الفاظ ہیں؛ 'و انما قيل له المهندواني لانه من محلة بلخ يقال لها باب هندوان ينزل فيها الغلمان والجواری التي تجلب من الهند اخبرت بها غير مرة'۔ کفومی نے اس بیان کے علاوہ ابوالمحمّد محمود کا یہ فقرہ بھی نقل کیا ہے؛ 'الهندوان بكسر الهاء حصار بلخ وهذه النسبة اليه'۔ بہر حال ہمارا خیال ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی اور ابوجعفر محمد بن عبداللہ دونوں ایک ہیں۔

بقیہ افراد (شمارہ: ۲، ۶، ۷) جن کے بارے میں ہمارے پاس تعارف کا کوئی خاص ذریعہ مردست موجود نہیں، قرائن بتاتے ہیں کہ حنفی فقہاء تھے اور حکومت کی نظروں میں ان کا خاص وقار تھا۔ دیباچہ میں ان مشاہیر علماء کے نام کی صراحت سے ظاہر ہے کہ ترجمہ تفسیر کا کارنامہ انہی لوگوں کی نگرانی میں انجام کو پہنچا تھا۔

ترجمہ تفسیر کی تاریخ | ایرانی محققین نے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے ترجمہ تفسیر کی تاریخ سے کوئی نتیجہ خیز بحث نہیں کی ہے۔ تعجب ہوتا ہے کہ آقائے بہار نے بھی فارسی دیباچہ کا طویل اقتباس درج کرنے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں فرمائی، بلکہ اس کے آخری فقرے کو حذف کر دیا اور اس کی اہمیت محسوس نہیں کی۔ مذکورہ بالا سرگزشت میں ۳۴۵ھ کی صراحت ہمارے خیال میں اہم اور زمانہ ترجمہ کے تعیین میں بہت کارآمد ہے۔ اصل فقرہ مع سابق و سیاق نقل کیا جاتا ہے؛ '..... و این را بیت مصحف

گردانیدند، و ازین جملہ چہارہ مصحف نہادند تفسیر قرآن از ازل کون عالم تا آن وقت کی پیغامبر ما از جہاں بیرون شد و وحی از آسمان گسستہ شد تا آن وقت چہارہ مصحف فرود نہادہ اند ہر یکے۔ یک تا جملہ تفسیر قرآن باشد۔ پس وفاتہ پیغامبر علیہ السلام تا ایں وقت کہ محمد بن جریر الطبری از ایں جہاں بیرون شد۔ اندر رسالہ سید و چہل و پنج بود از ہجرت۔ پس شش مصحف دیگر فرود نہادیم تا ایں ہمہ بیت مصحف تمام شد۔ بیاض اور قدیم طرز تعبیر کی وجہ سے عبارت کسی قدر پیچیدہ ہو گئی ہے۔ لیکن اس سے اصل مدعا کے ثبوت میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ سال سید و چہل و پنج کے الفاظ سے ایں وقت کی وضاحت ہوتی ہے اور ہم اس نتیجہ تک پہنچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ منصور بن نوح سامانی کا شغف فارسی تراجم سے یکا یک تخت نشینی کے بعد ہی پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ دور شاہزادگی میں مطالعہ کتب اور علمی مشاغل میں دلچسپی لینے کا اس کو زیادہ موقع تھا۔ اسی دور میں اس نے فارسی ترجمہ تفسیر کی طرف توجہ مبذول کی اور اس عظیم الشان کارنامہ کا اہتمام کیا۔ اگر اس ترجمہ کا اہتمام انصو کی تخت نشینی کے بعد کا واقعہ ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ۲۳۵ ہجری کے واقعات پر اکتفا کرنے کی کیا وجہ ہوئی۔

ترجمہ تفسیر کا درجہ بلحاظ قدامت | مذکورہ بالا صراحت کے نتیجہ میں ترجمہ تفسیر طبری کو نہ صرف ترجمہ تاریخ پر بلکہ مقدمہ شاہنامہ ابو منصور پر بھی تقدم زمانی حاصل ہے۔ یہ مقدمہ محققین کے حلقہ میں ۳۲۶ ہجری کا نوشتہ سمجھا جاتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں بعض ایروانی فضلاء نے اس سے قدیم تر کتابوں کا سراغ بہم پہنچانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ آقائے عبدالحی حبیبی، کشف المحجوب کو شرف فارسی کا قدیم ترین نمونہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے دعویٰ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اس کا مؤلف ابو یعقوب سگزی ۳۳۱ھ میں قتل کیا گیا، لیکن اسماعیلی لٹریچر کے مشہور محقق ادنیوف کی مدلل تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو یعقوب سگزی ۳۶۰ھ ہجری تک یقینی طور پر زندہ رہا۔ لہذا کشف المحجوب کو قدیم ترین کتاب قرار دینا درست نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ڈاکٹر مہدی بیانی نے موجودہ تالیفات فارسی میں ابو القاسم اسحاق سمرقندی کے ایک فقہی و اعتقادی رسالہ کو قدیم ترین قرار دیا ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر بیانی کو خواجہ محمد پارسا کی ایک تالیف کے ضمن میں بطور انتخاب ملا۔ چونکہ ابو القاسم سمرقندی کا انتقال ۲۴۲ھ ہجری میں ہوا۔ لہذا اس رسالہ کو قدیم ترین تالیف کہنا صحیح ہے اور ترجمہ تفسیر طبری کا درجہ اس کے بعد ہی قرار پاتا ہے۔ مقدمہ شاہنامہ ابو منصور کی اس سے ایک سال مؤخر اور ترجمہ تاریخ طبری کم و بیش سات سال بعد کا کارنامہ ہے۔ ہمیں ڈاکٹر محمد جواد مشکوٰۃ

کے اس بیان سے اتفاق نہیں کہ۔ ترجمہ تاریخ طبری پس از رسالہ در فقہ حنفی تصنیف حکیم ابوالقاسم بن محمد سمرقندی (متوفی در ۳۲۳ھ)۔ مقدمہ ثابنامہ ابو منصور، قدیم ترین سند موجود نثر فارسی است۔ ۲۳

مترجمین کا طریق کار | تفسیر کے ترجمہ میں عوام کے ذوق مطالعہ کو مد نظر رکھا گیا ہے اور ذوق علمی مباحث روایتی اسانید اور تمام ایسے مواد جن کی اہمیت خواص کے نقطہ نظر سے ہوتی ہے حذف کر دیئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اعراب وغریب کی تحقیق و توجیہ قراءات و اختلاف مصاحف کی تفصیل، فقہی احکام و اجتہادات کی تشریح اصل تفسیر میں جس بسط و تفصیل کے ساتھ ملتی ہے، ترجمہ سے یک علم خارج کر دی گئی ہے۔ البتہ انبیاء، سابقین، اقوام قدیمہ، پھر عہد رسالت اور بعد کے تاریخی واقعات پر زور ڈالا گیا ہے۔

نسخہ کلکتہ کے پیش نظر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مترجمین نے اپنا یہ طریقہ نظر رکھا تھا کہ قرآن پاک کی آیتیں مناسب مقبل میں یکجا نقل کر دیں اور بین سطروں میں تحت اللفظی ترجمہ ثبت کرتے جائیں۔ پھر روایتی قصص تاریخی واقعات مستقل سرخیوں کے تحت درج کئے جائیں۔

تاریخی و ادبی اہمیت | تفسیر کے فنی رموز و متعلقات سے قطع نظر اس ترجمہ کی اہمیت شک و شبہ سے بلا ہے، اس لئے کہ اس کا نام کوچھی صدی ہجری کے منتخب علمائے بڑے اہتمام سے انجام دیا تھا۔ فارسی ادبیات کی تاریخ میں یہ ترجمہ قدیم ترین نسخہ تفسیر ہے، اور اس کے ذریعہ قدیم ترین ترجمہ قرآن ہمساری دست رس میں ہے، علاوہ ازیں قدیم فارسی کے اسالیب نگارش کا اس سے اندازہ ہوتا ہے۔

قدامت سبک اسلوب کے اعتبار سے ترجمہ تفسیر کی چند خصوصیات جو سرسری مطالعہ میں نظر آئیں یہاں ان کی نشان دہی کر دینا ضروری ہے، عہد سامانی کی باقی ماندہ نگارشات میں بھی یہی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ جملے چھوٹے چھوٹے، سادہ اور رواں ہیں، ان میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں۔

۲۔ ذال فارسی کا نام استعمال ہے، نیز مندرجہ ذیل حروف کی کتابت قدیم رسم الخط کے مطابق ہے:

ب = پ، ج = ح، گ = گ، انج = انچہ، انک = انکہ، کی = کہ، کباشہ = کہ باشد، کھٹائی = کہ خدای، بدانک = بدانکہ۔

۳۔ علامت نہی (مہ) کی جگہ گانہ کتابت مثلاً: مہ خورد = مخورد، مہ پندار = مپندار۔

۴۔ افعال کا استعمال فرا، فرو، ہی وغیرہ کے ساتھ۔

۵ - عربی الفاظ کی صحیح بصیغہ فارسی مثلاً خلیفان، مومنان، کافران۔

۶ - علامت مفعول در، کا حذف کر دینا۔

۷ - مجہول صیغوں کا بصیغہ معروف ترجمہ کرنا۔

۸ - بعض قدیم الفاظ کا استعمال۔

سبک فارسی کے مشہور محقق آقائے بہار نے اس ترجمہ کی لسانی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "مختصات این کتاب قریب ترجمہ تاریخ است جز آنکہ رنگ ترجمہ از دے آشکار تر است تا در تاریخ و ناگزیر لغات قرآنی در دے زیاد تر است و گاہے لغات فارسی غریب کہ در ترجمہ کلمات قرآنی بدان نیازند بودہ اند، نیز آوردہ اند" اقتباسات ذیل نشان دہندہ خصائص کی وضاحت کے لئے کافی ہوں گے۔

ایک آیت کی تفسیر | سورۃ المائدہ کی ایک آیت رقم ۵۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں:

(آیت کریمہ :- انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و

یوتون الزکوٰۃ و ہم راکعون ۵)

۳۳

و نسخہ کلکتہ برگ ۲۰۱) خلافت علی بن ابی طالب: امان این آیت کی خدای گفست عزوجل، انما

ولیکم اللہ ورسولہ الی آخر الایہ، ورتان علی بن ابی طالب آمدہ است۔ و سبب این بود کہ پیغامبر زند بود، روزی علی بزرگت اندر نماز بھی کرد۔ سائلی اندر آمد، و چیزے خواست چون بر کوع اندر شد انکھتری بیرون کرد، و بسایل داد، پس خلیفقی امیر نص گشت و لکن از بس عثمان۔ بس اگر گویند کہ این ہر دو آیہ از یک

سورہ بود، و یک جائے بالستی کہ ہر دو خلیفت بودندی بگوئی کی اندر حکمت (برگ ۲۰۲) این روانہ

باشد، از بہر آنکہ ہر یکی را رائی و تمد پیری دیکر باشند، آنکہ کار ہا مختلف ماندی، و آیت بو بکر پیش

آمد۔ و اگر گویند جلا عثمان و عمر از پیش بنشند، و انکہ علی بنشست جواب دہ از بہر انکہ چون پیغامبر از

دنیا رفت، خلق با ابو بکر بیعت کردند، و مردمان از روز کار او عدل و انصاف بدیندار آمد۔ و ہمہ ہر سیرت

پیغامبر بر رفت، و ہر جہ از ابو بکر موجود آمد از کار خراجہا و احکام دین و کار خلق و تدبیر، ہمہ صواب بود۔ و

ہرج او کرد بدان مانست کی وحی اسانست۔ و خلق بدیندار آمد کہ او عالم تر است و زاہد تر، و شجاع تر،

و سدید رای ترست، و دشمن اسلام بزرگ کار او مقہور شدند۔ بس خلق کردن نہادند، و آنجا بود کہ علی

گفت۔ ابو بکر مردی بود کہ خدای او را صدیق خواند، و در زمان پیغامبر خلیفت نماز بود، و این خبر بو علی سلامی

اندر کتاب تاریخ آورده است، باستانی درست از صحاح مزاحم از علی کرم اللہ وجہہ۔ پس چون سیرت بوبکر چون سیرت پیامبر بود، و این حالها از موجود امده، بوقت مرگ عمر را خلیفت کرد، مردمان دانستند کان ہم از (برگ ۲۰۲ ب) را یہاں سدید اوست، عمر را اندر پذیرفتند و او را کردن نهادند، و مخالف نشدند۔ و عبد اللہ بن مسعود گویند، و عثمان نیز گویند کہ استاذترین اندر فراست سہ تن بودند، یکی عنینہ مصر در کار و بیح یوسف، و دیگر دختر شعیب کہ بدر را گفت با بندہ موسیٰ بمزدگیر، کہ امین است و زورمند، و سوم بوبکر بود کہ بدان ہنگام عمر را خلیفت کرد بر خلق۔ و تاجہان باشد روز کار عمر تاریخ گشتہ است بر نیکی ترین صورتی و سیرتی، پس چون عمر را دشتہ زدن (؟ زدن) و حال برد بکر دید، گفتند خلیفتی را نصب کن۔ گفت نصب کنی (کنم) میان شش تن مشورت کنید، میان عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص۔ پس چون عمر از دنیا بر رفت میان ایشان مشورت کردند، اتفاق بر عثمان افتاد۔ پس مردمان ہجنانک عمر را بیعت کردہ بودند بر عثمان بیعت کردند۔ از بہر انکہ عثمان بزرگ بود، و از شریفان بود و سخنی بود و زنا نہ بود۔ پس مردمان او را اندر پذیرفتند و کردن نهادند۔ پس چون عثمان اندر گذشت و کار بجلی رسید علی بنشت و خلیفتی حق او را بود۔ پس اگر گویند چون است کہ اندرین آیت نہ نام (برگ ۲۰۳) بوبکر است و نہ نام علی، و نیز آیتہا است و حمد و فہای آن بر جمع نہ بر واحد۔ بجوی کا نہ قرآن این را مانند بسیار است کھدای بلفظ جمع یا ذکرہ است و مراد ازاں وحدانست۔ و چیزی بوحلان یاد کردہ است و مراد ازاں جمع است، و بلغت عرب و اشعار متقدمان بسیار روڈ۔ جنانک حق تعالیٰ گفت: و لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مسکین! گفت من مردم را بیافریدم از گل پس کردم او را نطفہ اندر جاگاہی قرار گرفته۔ و مثل این بسیار است در قرآن۔

مندرجہ بالا اقتباس کا طبری کی اصل تفسیر سے مقابلہ کیجئے۔ طبری نے شان نزول کے سلسلہ میں بنیادی طور پر دو روایتیں نقل کی ہیں۔ مترجمین نے ان میں سے صرف ایک کا انتخاب کیا اور دوسری ثابت کو درخور اتنا نہیں سمجھا۔ منتخب روایت پر جملہ تفریحات اصنافی ہیں ان سے اصل تفسیر کو کوئی تعلق نہیں۔ مترجمین کا یہ فقرہ۔ ”پس خلیفتی امیر نص گشت و لکن از بس عثمان۔“ دو متضاد نظریوں کا دلچسپ آمیزہ ہے۔ جس پر مفصل تبصرہ کرنے کا یہ موقع نہیں، البتہ اس بات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ یہاں مترجمین نے جو بیخ اختیار کیا ہے اس سے ملتا جلتا بیخ اسی دور کے ایک معروف فقیہ و مفسر بوبکر احمد

بن علی الرازی الجصاص (دم ۳۷۰ھ) کا رہا ہے۔ ۱۲۱

منتخبات | جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے، مترجمین نے ترجمہ تفسیر کے علاوہ قرآن پاک کا تحت اللفظ

ترجمہ بھی کیا تھا غالباً اس سے قدیم تر ترجمہ قرآن اب موجود نہیں اس ترجمہ کے منتخب فقرے درج ذیل ہیں

۱- لایُوا اخذکم اللہ باللغوفی ایماکم
نہ کیڑ شمارا خدای بفضول اندر سوگندان شاد کن
ولکن یُواخذکم بما کسبت قلوبکم

بگیر ذ شمارا بناج بعد ا^{۳۲} ہی دارید سوگندان شمار

(برگ ۷۵)

۲- ولا تهنوا ولا تحزنوا وانشتم الاعلون
ان کنتم مومنین -
وہست شویذ و متیار دارید، و شابر تران اید، اگر

ہستد مومنان - (برگ ۱۳۳/ب)

۳- ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاكلوا
اموالہم الی اموالکم -
وہ بدل کنید بلیذرا بہ پاک و نہ خورد خواستہا شان با

خواستہا شما - (برگ ۱۳۸)

۴- والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایماکم
کتاب اللہ علیکم ج -
و بایزکان از زنان مگر آنچه بازشا باشد دستہای شما

نبشہ خدای - (برگ ۱۵/ب)

۵- و اتوهن اجورهن بالمعروف محصنت
غیر مسافحات و لا متخذات اخذان
و بدہیزد ایشانرا کا دینہا شان بنیکوشی بایزکان باشد

نکنند کار بلا بہ و نہ کیزند کان دوستان (برگ ۱۵۲)

۶- یا ایہا الذین امنوا لا تاكلوا اموالکم
بینکم بالباطل -
یا شا کو منانید خورد خواستہا شما میان شما بنا حق -

(برگ ۱۵۲/ب)

۷- ولا یظلمون لقیرا -
وما یتلی علیکم -
و نہ ستم کند شان بنقطہ عثر ما سفالی (برگ ۱۶۶)

و آنچه خوانند بر شا (برگ ۱۶۶/ب)

۸- فقد وصینا الذین اتوا الكتاب
من قبلکم -
وصیت انکسہارا کہ بلازند کتاب از پیش شا -

(برگ ۱۶۷)

۹- الذین یتخذون الکافرین اولیاء
من دون المومنین -
انکسہارا کہ ہی کیزند کافران دوستان از فروذ کرد و یند

کان (برگ ۱۶۸)

۱۰- لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین -
مگیرند کافران دوستان از بیرون کرد و یند کان (برگ ۱۶۸/ب)

- ۱۲- لن یتکلف المسیح ان یکون عبد الله
ولا الملائكة المقربون -
- ۱۳- فاما الذین امنوا بالله واعتموا به
فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل -
- ۱۴- ان صدوکم عن المسجد الحرام -
- ۱۵- وان تستقسموا بالازلام -
- ۱۶- وطعام الذین اولوا الکتب حل لکم -
- ۱۷- فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی
المرافق -
- ۱۸- حتی یرجع الی الجمیل فی سم الخیاط -
- ۱۹- ویبغونها عوجا -
- ۲۰- والذی خبث لایخرج الا نکدا -
- ۲۱- اذ جعلکم خلفاء -
- ۲۲- والقلوب ما خسرین -
- ۲۳- ان هذا لکم مکر تموه -
- ۲۴- افرغ علینا -
- ۲۵- استعینوا بالله -
- ۲۶- فمثله کمثل الکلب ان تحمد علیه
یلهث او تکره یلهث -
- ۲۷- واستغفر من استطعت منهم بصوتک -
- ۲۸- کبرت کلمة تخرج من افواههم -
- ۲۹- وان یتغیثوا لیاثوا بساواک الی جمیل
- ننگ نادر ذی عیسی کباشد بنده خدای و نه فریشتگان
نزدیکان - (۱۷۳)
- اما آنکسها که بگوید بنده خدای، و دست اندر زدند
بنده، اندر آرزویشانرا اندر بخشایشی از او و فضلی (برگ ۱۷۳)
- که باز داشتند شمار از مزکت حرام (برگ ۱۸۳)
- وان نیز که عهد بندید بکرمگان (برگ ۱۸۳)
- و طعام آنکسها که بلازند کتاب حلال باشد شمارا - (برگ ۱۸۵)
- بشوید رویها خویش و دستها خویش تا دارن - (۲۵)
- (برگ ۱۸۵)
- تا اندر روز داشته اندر سوراخ در زمین (برگ ۲۳۹)
- و بچویند کوشی (برگ ۲۳۹)
- وانک شوریده باشد بیرون نیارزد مکر و شواری - (۲۷)
- (برگ ۲۳۱)
- کی کردتان خلیفتان (برگ ۲۳۴)
- و بازگشتند لشویر زده - (برگ ۲۳۵)
- کی این سکالشی است که سکالیدید - (برگ ۲۳۵)
- فرو فرست بر ما - (برگ ۲۳۵)
- نیر و خواهبند از خدای - (برگ ۲۳۴)
- داستان وی همچون داستان سک است اگر چیزی بریسی
نهی زبان فرو بلزد و اگر بگذاری او را زبان فرو بلزد (برگ ۲۳۵)
- و بلغزان انرا کی توانی از ایشان بباگ (برگ ۳۸۳)
- بزرگا سخنی بیرون ہی آید از دهان ایشان (برگ ۳۸۹)
- و اگر فریاد خواهند فریاد رسند ایشان بآبی چون دروی

لیشوی الوجوه -

گداخته بریان کندر دیہا (برگ ۳۹۲)

ایشانند کہ ایشانرا بوتانہای میاہلین (۹) ہی روڈ از
زیر ایشان جوہیا - پیرایہ کنندشان اندر آنجا دستور
نہنہا از زر و بوشند جامہای سبز از دیہای تنک و
دیہای سطر تکیہ زدگان اندر آنجا بر تختہا -

۳۰ - اولئک لہم جنات عدن تجری من
تحتہم الانہار یحلون فیہا من اساور
من ذهب ویلبسون ثیابا یخضرا من
سندس و استبرق منکین فیہا علی

(برگ ۳۹۲)

الارائک -

حواشی و حوالہ جات

- ۱ - حالات کے لئے دیکھئے: تاریخ بغداد (۲/ ۱۴۲/ ۱۶۹)، الفہرست لابن الندیم (۲۳۴-۲۳۵)،
الانساب للسمعانی (برگ ۳۶۷)، المنتظم، لابن الجوزی (۳۱۰ھ)، ابن خلکان (۱/ ۳۵۶)، ارشاد
الاریب للیاقوت (۱۸ ص ۳۰-۳۱)، انباہ الرواد للقفطی (۳/ ۸۹-۹۰)، ذہبی، تذکرۃ الحفاظ
(۲/ ۲۵۱)، تہذیب الاسماء واللغات (۱/ ۷۸-۷۹)، طبقات الشافعیۃ (۲/ ۱۳۵-۱۳۶) و دیگر
کتب رجال و طبقات -
- ۲ - بلعہ کی تاریخ وفات کے لئے دیکھئے (ترکستان - ص ۱۰ حاشیہ ۱)، سبک شناسی (ج ۱ ص ۲۲۲-
۲۲۵) (۲۳۵) ۳۵۶ ہجری - طباعت کی غلطی ہے، لاہور ۱۹۵۵ م -
- ۳ - دیکھئے سبک شناسی (ج ۲ ص ۸)، ترجمہ تاریخ طبری (قسمت مربوط بایران) مقدمہ (ص ۲۳)
۴ - ارمغان علمی: مقالہ حبیبی - ص ۵۱-۶۳، مقالہ بیانی - ص ۲۲۲-۲۳۰ -
۵ - تاریخ ادبیات ایران - ص ۵۳ -
- ۶ - جزئی رائل ایشیاٹک سوسائٹی:
J.RAS, 1894, PP, 417-524,
- ۷ - ای جی براؤن: A CATALOGUE OF THE PERSIAN
MANUSCRIPTS IN THE LIBRARY OF THE UNIVERSITY OF
CAMBRIDGE, P, P, 13-37 -
- ۸ - ای، بلوشے: CATALOGUE DES MANUSCRIPTS PERSANS:
DE LA BIBLIOTHEQUE NATIONALE, VOL. I No: 25, PARIS, 1905
- ۹ - مقدمہ مرزبان نامہ - سلسلہ مطبوعات شکار جب ص ۱۵-۱۶ -

- ۱۰۔ کیورٹن۔ ریو: CURETON-RIEU: CATALOGUES CODICUM MANUS-
-CRIPTORUM ORIENTALIU QUI IN MUSEIS BRITANNICIS,
PARS II CODICES MUHAMMEDANI, P.P. 37-571-LONDON, 1838.
- ۱۱۔ سی۔ ریو: C, RIEU: CATALOGUE OF THE PERSIAN MANUSCRI-
-PTS IN THE BRITISH MUSEUM, VOLT, 8-9, LONDON, 1897
- ۱۲۔ این۔ احمد: N. AHMAD: NOTES ON IMPORTANT ARABIC
AND PERSIAN MSS.... No: 11 (JRSB 1917),
- ۱۳۔ ڈبلیو۔ ادنیوف: W. IVANOW CONCISE DESCRIPTIVE CATALO-
-GUE OF THE PERSIAN MANUSCRIPTS IN THE COLLE-
-CTION OF THE ASIATIC SOCIETY OF BENGAL,
CALCUTTA, 1924-
- ڈاکٹر صفانے کتب خانہ آستانہ قدس رضوی کے ایک نسخہ کا ذکر کیا ہے اس کی تفصیل پیش کرنے
سے میں فی الحال قاصر ہوں۔ اسی طرح اسٹوری نے ترکی ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔
- ۱۴۔ نسخہ کلکتہ۔ رقم ۹۵۵ (فارسی)۔ برگ ۳-۴۔ فہرست برٹش میوزیم عربی ص ۲۷۱-۲۷۰،
سبک شناسی (ج ۲ ص ۱۵-۱۶)، مقدمہ زبان نامہ۔ ”یہ۔ یو“ (مذکار جب) وکٹر ڈیج اللہ
صفا: تاریخ ادبیات در ایران۔ (ج ۱/۹۱۹-۹۲۰-۱۳۳۸ھ)
- ۱۵۔ سمعانی: الانساب۔ ورق ۲۲۹/ب۔
- ۱۶۔ الجوامع المزیئہ۔ ج ۲ ص ۱۰۷-۱۰۸۔
- ۱۷۔ الکفوی: اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النحن المختار (مخطوط۔ ورق ۱۳۳/ب نسخہ بوہار
شمارہ: ۲۵۵ (عربی) نیشنل لائبریری کلکتہ)۔
- ۱۸۔ تعلیم المتعلم مطبوعہ مدرسہ ۱۹۲۸ء محمد بن الفضل کا ذکر صرف ایک مرتبہ آیا ہے کسی نسبت کے بغیر۔ (ص ۵۱)۔
- ۱۹۔ تاریخ سیستان۔ ص ۲۰ (حاشیہ ۱)۔ ۲۰۔ کذا، صحیح: البصالح (منصور) بن نوح۔
- ۲۱۔ سمعانی، الانساب: ۲۹۱۶۔
- ۲۲۔ الجوامع المزیئہ۔ ج ۱ ص ۲۳۲ رقم ۵۹۳۔

- ۲۳- الانساب: ۵۹۲۶، الجواهر المصیۃ ۶۸/۲ رقم ۲۱۱ - ۲۴- الانساب: ۵۹۲۶ -
 ۲۵- اعلام الاخیار- مخطوط ورق ۱۳، ب رقم ۲۵۵ ذخیرہ بوہار -
 ۲۶- ترجمہ تفسیر طبری- مخطوط کلکتہ - ورق ۴- ۴/۲ ب (رقم ۹۵۵ ف) - (۲۷) - بیاض فی الاصل -
 ۲۸- دکتر ذبیح اللہ صفانے عام روش کے بموجب ترجمہ تفسیر کو ترجمہ تاریخ کا مقارن بتایا ہے -
 (دیکھئے: تاریخ ادبیات در ایران - ج ۱ ص ۶۱۹) -
 ۲۹- اس مقدمہ کو علامہ محمد بن عبدالوہاب تزدینی نے شائع کیا - [دیکھئے بیست مقالہ (ج ۲/۲) ۱]
 سبک شناسی (ج ۱ ص ۲۳۴): تاریخ ادبیات در ایران (ج ۱ ص ۶۱۲ تا ۶۱۵)
 ۳۰- جیبی، قدیم ترین نسخ زبان فارسی (مشمولہ ارمنخان علمی، لاہور ۱۹۵۵ء ص ۵۱ - ۶۴) -
 ۳۱- اوینوف: IVANOWI - STUDIES IN EARLY PERSIAN ISMAILISM, 119 (1), 163.
 ۳۲- قدیم ترین نوٹہ نشر فارسی موجود (مشمولہ ارمنخان علمی - ص ۲۲۲ - ۲۳۰) -
 ۳۳- ترجمہ تاریخ طبری (قسمت مربوط با ایران) مقدمہ: ص ۲۲ - ۲۵ - تہران ۱۹۵۹ء -
 ۳۴- اصل مخطوط کی تمام تر خطی خصوصیات نقل میں ملحوظ رہی ہیں -
 ۳۵- مزکت - مزکت بفتح اول و کسر کاف فارسی مسجد -
 ۳۶- دوسری آیت زیر بحث آیت سے پہلے ہے (المائدہ آیت رقم ۵۳: یا ایہا الذین آمنوا
 من یرتد منکم من دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ - الایہ - اس آیت
 کی شان نزول کے سلسلہ میں ایک روایت یہ ہے کہ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ"
 سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور ان کی جماعت ہے - آیت کی تفسیر میں مترجمین نے حضرت ابو بکر
 کی خلافت سے مستقل عنوان کے تحت بحث کی ہے اور اس آیت کو ان کی خلافت کے سلسلہ
 میں نص کا مرتبہ دیا ہے -

۳۷- چوتھی صدی کا ایک مؤرخ ابو الحسین علی بن احمد سلامی گذرا ہے جس کی کتاب اخبار و لایۃ خراسان
 کی تلخیص کی نشاندہی سخاوی نے الاعلان بالتوہیح میں کی ہے (ص ۳۹ - ۱۲۶) ۱۰ ابن خلکان کے
 یہاں اس کے اقتباسات یا حوالجات ملتے ہیں، کتاب کا نام کبھی "تاریخ و لایۃ خراسان" کبھی کتاب

اخبار و لالة خراسان“ اور ایک موقع پر صرف“ اخبار خراسان“ آتا ہے۔ اس کی دوسری کتاب
 ”تف الطرف“ یا ”النتف والطرف“ بھی ہے۔ سلامی کا حوالہ البیرونی کی کتاب الآثار الباقیہ میں
 بھی آتا ہے اور اس کے ایک مخطوطہ سے کتاب کا نام کتاب التاریخ معلوم ہوتا ہے۔ (الآثار الباقیہ
 ص ۳۲۲ یبزرج ۱۸۷۸ء)، بار تھولڈ نے اس مؤرخ کا صحیح نام ابوعلی حسین بن احمد اسلامی بتایا
 ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: (بار تھولڈ۔ ترکستان مقدمہ ص ۸۱ گب میموریل سیرینڈ (جدیدہ)

(FRANZ POSENTHAL: A HISTORY OF MUSLIM HISTORIO-

GRAPHY, P. 252 (5), 1952) پر موقع عبادت قدیم ترین سند ہے جس میں

ابوعلی سلامی اور اس کی تالیف کتاب تاریخ کا حوالہ آیا ہے۔ سلامی کا حوالہ حمزہ بن یوسف سہمی کی
 تاریخ جرجان میں بھی آتا ہے (تاریخ جرجان۔ ص ۱۹۴ دکن ۱۹۵۰ء)، روایت کا تعلق اخبار
 خراسان سے ہے۔

۳۸۔ حالات اور روایتی حیثیت کے لئے ملاحظہ کریں: میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۷۱ رقم ۳۸۸۳ طبع مصر
 مفتاح السعادة ج ۱ ص ۴۰۴ طبع دکن، الاتقان ج ۲ ص ۳۲۲ مصر ۱۹۴۱ء۔ ضحاک کی وفات
 ۱۰۵ یا ۱۰۶ ہجری میں ہوئی۔

۳۹۔ جامع البیان۔ ج ۴ ص ۱۴۵ المینیہ مصر۔

۴۰۔ زیر بحث شان نزول کے سلسلہ میں مفسرین کے مختلف رجحانات کے لئے دیکھئے؛ اسباب
 النزول للواحدی (ص ۱۴۹-۱۴۸ مصر ۱۳۱۵ھ)، مفاتیح الغیب للرازی (ج ۲ ص ۴۲۴
 مصر ۱۳۰۵ھ)، نظام القرآن نیشاپوری (دائش تفسیر الطبری ج ۴ ص ۱۴۶)، تفسیر القرآن العظیم
 لابن کثیر (ج ۲ ص ۱۷۱ مصر ۱۹۳۷ء)، فتح القدير للشوكاني (ج ۲ ص ۵۰ مصر ۱۳۵۰ھ)، ابن تیمیہ

نے اس روایت کو خبر موضوع کہا ہے (المنتقى من منهاج الاعتدال فی نقص كلام اهل الرضى و
 الاعتزال۔ ص ۶۹ مصر ۱۳۷۴ھ)، الکاف الشاف فی تخريج احاديث الکشاف لابن حجر
 (ص ۵۶-۱۰۱ و کشاف جزر الج مصر ۱۳۵۴ھ)، التفسیر المظهری (ج ۲ ص ۱۴۱-۱۴۰۔ نذرة لمنصفین
 دہلی)، تفسیر المنارج (ج ۶ ص ۲۴۳-۲۴۲)۔

۴۱۔ الجصاص، حکام القرآن (ج ۲ ص ۵۴۲-۵۴۱ مصر ۱۳۷۴ھ) (باقی ص ۱۶۹ پر)